EDITORIAL

Pharmaceutical Review رسالہ الادویہ

ISSN 2220-5167

Editorial اداریہ

تاریخ:اشاعت اول مارچ 21 ,2007

اشاعت ثانیہ اپریل 2017,9

نمبر:3129-17/PR

# ادویاتی قیمتوں اور معیاری طبی سہولیات کیلئے حکومت، ماہرین اور اداروں کی ناقص منصوبہ بندی۔

1976ء کے ڈرگ ایکٹ کے تحت وزارت صحت کو متعلقہ عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے ادویات کی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ چنانچہ چار سال تک افراط زر کے باوجود ادویات کی قیمتوں میں 30 فیصد سے زیادہ اضافہ نہیں ہوا تھا۔ 1993ء میں وزارت صحت کو اس ذمہ داری سے یہ کہہ کر سبکدوش کر دیا گیا کہ بین الاقوامی فارماسوٹیکل کمپنیاں آپس میں مقابلے کی روش اختیار کرتے ہوئے قیمتوں کو کم سے کم رکھنے کی کوشش کرینگی۔ لیکن عملاً نتائج اسکے الٹ برآمد ہوئے، انہوں نے آپس کی ملی بھگت سے غیر معمولی منافع کمانا شروع کر دیا۔ جسکی روک تھام کیلئے حکومت کو ادویات کی قیمتوں کو منجمد کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود قیمتوں میں متواتر اضافہ ہوتا رہا اور 1980ء کی قیمتوں میں اب تک کئی گناہ اضافہ ہو گیا۔ اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ ادویات کی قیمتوں کو کن اسباب، کس کے حکم پر اور کونسے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتنی اور کیسے مقرر کرتا ہے؟ قیمتوں کے تعین میں وزارت صحت اور وزارت مالیات کیا کردار رہتا ہے؟ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں وزارتیں اپنے بیمار شہریوں کی بجائے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کی تنخواہ لے رہی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے وطن عزیز میں لاچار مریضوں کے ادویات پر 15 فیصد جنرل سیل ٹیکس (GST) لگا کر ان کی قیمتوں میں 18 سے 20 فیصد اضافہ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ یعنی اگر ایک دواساز کمپنی اپنا نفع لگانے کے بعد اپنی دوائی ڈسٹری بیوٹر کو 80 روپے میں دیتی ہے تو ڈسٹری بیوٹر اس پر اپنا 10 فیصد نفع لگا کر پرچون فروش کو دیتا ہے جو اپنی قیمت خرید پر 15 فیصد نفع لگا کر 105 روپے میں دیتا ہے۔ اگر اس پر مزید 15 فیصد سیل ٹیکس لگایا جائے تو فیکٹری سے 80 روپے میں نکلنے والی دوا مریض کو 120 روپے میں ملے گی۔

ماہرین ادویات Drug Experts اور باشعور عوام الناس کے احتجاج پر حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ''جان بچانے والی ادویات'' اس ٹیکس سے مستثنیٰ رہینگی اور جنرل سیل ٹیکس صرف ''جان لیوا'' ادویات پر لگے گا۔ وزارت صحت اور مالیات میں بیٹھے ہوئے ایسے حالات اور موقعوں کے متلاشی افسران سے بھلا کوئی پوچھے کہ جس چیز کا نام ''دوا'' ہے وہ تو صرف جان بچانے والی ہی ہوتی ہے۔ کسی جان لیوا چیز کو دوا تو نہیں کہا جاسکتا۔ بعض مریضوں کیلئے تو ملٹی وٹامن کی گولی بھی جان بچانے والی دوا ہوتی ہے۔ اس کے بعد کو اعلان کیا گیا کہ حکومت کے مقرر کردہ بورڈ نے 470 ضروری ادویات (Essential Medicines) کا جائزہ لیا ہے اور ان میں سے صرف 256 ادویات کو جان بچانے والی ادویات قرار دے کر انہیں جی ایس ٹی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور بقیہ 214 ادویات جو ''جان لیوا'' ہیں ان پر 15 فیصد جنرل سیل ٹیکس بدستور لگے گا۔ حالانکہ وزارت صحت نے 315 ادویات کو ''جان بچانے والی'' قرار دے کر انہیں جی ایس ٹی سے مستثنیٰ قرار دینے کی سفارش کی تھی۔ لیکن سنٹرل بورڈ آف ریونیو میں وزارت صحت سے کہیں بڑے میڈیکل سپیشلسٹس اور ماہرین ادویات بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں سے 315 میں سے صرف 256 ادویات کو جان بچانے والی قرار دیا ہے۔ اور اس سے ساتھ یہ خوشخبری بھی دی کہ مرحلہ وار سب ادویات پر جی ایس ٹی لگا دیا جائے گا۔ مزید کیا ہونے والا ہے کوئی نہیں جانتا۔ سوائے 14 کروڑ میں سے 7 کروڑ شہری، جو غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ دوا کے بغیر مرنے کا ڈھنگ سیکھ جائینگے کیونکہ

بیماریوں کا شکار بھی زیادہ یہی لوگ ہوتے ہیں۔

یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ پاکستان میں قیمتوں کا تعین کرنے والا کوئی موثر ادارہ نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو اس میں صارفین کی کوئی نمائندگی نہیں ہے یا اس کے اجزائے ترکیبی اتنے کمزور ہیں کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ان سے اپنی مرضی کی قیمتیں مقرر کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی بھی ادارہ نے سوائے کراچی کی کنزیومرز پروٹکشن کونسل (Consumers Pretector Council) نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستانی عوام کی اکثریت پہلے ہی خط غربت سے نیچے زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ ایسے میں ادویات کی قیمتوں میں اضافہ ہونے سے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

دنیا کے تمام ممالک کی حکومتیں اپنے شہریوں کو سستی ادویات مہیا کرنے کا اہتمام کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اس لئے ان پر یا تو سرے سے کوئی ٹیکس نہیں لگاتیں یا اگر کہیں لگایا جاتا ہے تو وہ بہت ہی کم ہوتا ہے۔ برطانیہ، سویڈن بلکہ لبنان جیسے ملک میں ادویات پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاتا۔ فن لینڈ اور یونان میں 8 فیصد، بیلجیم اور ہالینڈ میں 6 فیصد، پرتگال میں 5 فیصد، سپین میں 4 فیصد، فرانس میں 5.5 فیصد اور سوئزرلینڈ میں صرف 2.3 فیصد سیل ٹیکس لگایا جاتا ہے لیکن اس سے مریضوں کی جیب پر بالکل کوئی بوجھ نہیں پڑتا کیونکہ شہریوں کو Health Cover/Insurance ہیلتھ انشورنس، سوشل سیکورٹی اور بیماری پر اٹھنے والے سارے اخراجات واپس مل جانے جیسی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن ہماری موجودہ حکومت نے ادویات پر 15 فیصد سیل ٹیکس لگا کر ان کی قیمتوں میں اتنا اضافہ کر دیا ہے کہ اب ہم اپنے بیمار پیاروں کو موت کے منہ میں جاتے ہوئے تو دیکھ سکتے ہیں لیکن ڈاکٹروں کی فیس اور ادویات خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کیونکہ حکومت نے سرکاری ہسپتالوں میں ملازم ڈاکٹروں کو بھی سرکاری ہسپتالوں میں ہی اپنی پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی سہولت دے رکھی ہے۔ حتیٰ کہ CMH کے ڈاکٹر حضرات بھی ان ہی ہسپتالوں میں پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ ان مسیحاؤں کو اتنی سہولتیں حاصل ہیں، لیکن مریضوں کیلئے ادویات مہنگی کر دی گئیں ہیں۔

اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سرکاری ہسپتالوں اور سی ایم ایچ میں استعمال ہونے والی ادویات چاہے وہ جان بچانے والی ہوں یا جان لیوا ہوں دونوں قسم کی ادویات کیلئے سبز رنگ کی پیکنگ مقرر کی گئی ہے اور ان پر جی ایس ٹی نہیں لگایا جائے گا۔ عوام الناس اس اعلان پر حیران ہیں کہ سبز پیکنگ والی سستی ادویات کون سے سیارے کی مخلوق کو ملینگی یا یہ محکمانہ دیانتداری کی نذر ہو جایا کرینگی۔

تندرستی اور صحت کا معاملہ ایسا ہوتا ہے جس کے حصول کے لئے انسان آخری حد تک جا سکتا ہے۔ جائیداد اور گھر کا سامان بیچ دیتا ہے۔ خواتین اپنے بیمار پیاروں کے علاج دارو کیلئے زیورات اونے پونے بیچ دیتی ہیں۔ بیماروں کی اس کمزوری سے مفاد پرست اور لالچی لوگ غریبوں کا استحصال کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ماضی میں بھی ان ہی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مفاد میں ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کیا جاتا رہا ہے۔ اب بھی کسی نے یہ نہیں سوچا کہ عوام الناس کی آمدنی میں تو کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ بیس کروڑ کی آبادی میں سے چار کروڑ پہلے ہی بے روزگار ہیں یا ادنیٰ درجے کے ملازم (under employed) ہیں۔ ان کی قوت خرید پہلے ہی کم سے کمتر ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے میں ادویات اور کھانے کی اشیاء کو مہنگا کر دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ گزشتہ سال فیڈرل بیورو آف سٹیٹکس نے شہریوں کے گھریلو مصارف کے متعلق سروے کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے کھانے پینے کے مصارف میں 5.22 فیصد کمی آ گئی ہے۔ جس کی بڑی وجہ بیروزگاری اور مہنگائی ہے۔ اسی طرح علاج معالجے کے مصارف میں بھی کمی آ گئی ہے۔ کیونکہ لوگوں کی فی کس آمدنی کم ہو گئی ہے اور انہوں نے مہنگا علاج کرائے بغیر ہی مرنا شروع کر دیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حکومت نے ادویات پر ٹیکس آئی ایم ایف کے حکم پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کو نوازنے کے لئے لگایا ہے حالانکہ یہ ملک 14 کروڑ پاکستانیوں کا ہے۔ کسی بین الاقوامی مالیاتی ادارے کا نہیں ہے، نہ ہی انہوں نے یہ ملک بنایا ہے۔ بلکہ یہ گدھ تو اس خطے کے مسلمانوں کے بے پناہ قربانیوں سے جب وجود میں آ گیا تو اسے نوچنے آ دھمکے ہیں۔ اب ان سے صرف قرضے کی ایک قسط حاصل کرنے کیلئے اہل وطن کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈالا جانا چاہیے۔ ویسے بھی ڈبلیو ایچ او (WHO) کے قواعد وضوابط کے مطابق دنیا کے تمام ممالک پر لازم قرار دیا گیا۔ کہ ادویات کی قیمتوں کو اپنے عام شہروں کی دسترس میں رکھیں۔ حکومت کو چاہیے کہ آئی ایم ایف کے حکم کو ماننے سے انکار کر دے اور اپنے شہروں کی دعائیں لے۔ ویسے بھی شہریوں کیلئے یہ خوشخبری بے معنی ہے کہ اس ٹیکس سے جو چار بلین روپے حاصل ہونگے وہ شہریوں کو صحت کی بہتر سہولتیں مہیا کرنے پر خرچ ہونگے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی راہ زن کسی کو مار پیٹ کر اس سے رقم چھین لے اور زخمی کو دلاسا دے کہ وہ حوصلہ رکھے کہ یہ چھینی ہوئی رقم اسکے زخموں کے علاج پر ہی خرچ ہوگی۔ اگر حکومت کو یہ چار بلین روپے کی رقم ضرور ہی درکار ہے تو بیماروں سے وصول کرنے کی بجائے محکمانہ بددیانتی پر قابو پائے جس سے وطن عزیز کو تقریباً دو سو بلین روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس ملک کے شہریوں کو پہلے ہی کوئی ادویاتی امداد Heath Cover حاصل نہیں ہے۔ ان کا کفن تو نہ نوچا جائے۔ حکومت کی موجودہ پالیسی نے کچھ ایسے ابہام پیدا کر دیئے ہیں جن کی نتیجہ میں تقریباً ایک سو ادویات مارکیٹ سے یا تو بالکل غائب ہو گئی ہیں یا

بہت کم دستیاب ہیں۔ ان میں بلڈ پریشر، مختلف زہروں Toxins/ Poisons کے تریاق Antidotes، انٹی بائیوٹکس، غدودوں کی بیماریاں Hormonal/ endocrinological disorders، ڈیپریشن (افسردگی) اور بہت سی دیگر ادویات شامل ہیں۔

ایک اور افسوسناک حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستان میں بعض انٹرنیشنل فارماسوٹیکل کمپنیاں بعض ڈاکٹر حضرات کے بیرون ملک دورے کراتیں ہیں۔ انہیں ویزے، ایئر ٹکٹ اور ہوٹل کی سہولیتیں مہیا کرتی ہیں۔ انکی بیگمات کو شاپنگ کراتی ہیں۔ گھریلو اشیاء، فرج، ٹی وی، وی سی آر، الیکٹرانکس، گھریلو اور انکے کلینکس کا نہ صرف فرنیچر بلکہ دیگر ساری ضروریات خرید کردیتی ہیں۔ یہ سارے مصارف یہ کمپنیاں ڈاکٹر حضرات کی وساطت سے غریب بیماروں سے دوگنے چوگنے وصول کرتی ہیں۔ ان کمپنیوں کے کارندے ایسے ڈاکٹر حضرات سے غیر مطلوبہ اور غیر ضروری ادویات مریضوں کو تجویز کرانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کے پرائیویٹ کلینکس میں ماہرین ادویات Pharmacists تعینات نہیں کئے گئے یا کہیں ہیں تو انہیں ڈاکٹر اور مریض کے درمیان اپنا کردار ادا کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ جس سے نہ صرف صحت وطب کا معیار متاثر ہوتا ہے بلکہ لاکھوں لوگ بے موت مرجاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں تقریباً 70 فیصد غلط Irrational نسخہ جات تجویز کئے جاتے ہیں۔ ادویات کی مقدار Dose، اوقات Frequency، ترتیب Protocol، ترکیب Regimen، تعداد Combinations غلط ہوتیں ہیں۔ ادویات جنہیں مریض اپنے مرض کا علاج تصور کرتے ہوئے بڑے شوق سے اور بلاناغہ استعمال کرتے ہیں، اور ڈاکٹر جسے مرض کا صحیح اور واحد علاج سمجھ کر مریض کے چند دنوں میں اٹھ کر بھاگنے کا اعلان کرتا ہے۔ دراصل وہی دوائی اسکی موت کا سامان کر جاتی ہے۔ پھر زندگی کا مسیحا اپنی نالائقی، نظام کی خرابی اور اپنے پیشہ ورانہ جرم کی پردہ پوشی کیلیئے مرنے والے کے لواحقین کو جھوٹی تسلیاں دیتا ہے۔ اللہ کی مشیت، زندگی وموت کا پروانہ اور مرحوم کا مقدر کہہ کر حالات قابو کرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان سے بہتر کون جانتا ہے کہ درست ادویات تجویز کرنا اور انہیں مریض اور مرض کیلئے کارگر اور موثر بنانا انتہائی نازک کام Skillful and delicate job ہے۔ اکثر اوقات ادویات مریض کے حالات، مزاج اور طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں۔ مریض کے پیشہ، بیماری، ملازمت یا اسکی نجی زندگی سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ادویات آپس میں ایک دوسرے کے اثرات زائل بھی کردیتی ہیں۔

ادویات مریض، مرض Disease، کھانے Foods اور طبی نسخہ کی دوسری مجوزہ ادویات Prescribed drugs کے مخالف ردعمل Reaction کی وجہ سے کئی دفعہ نئی زندگی دینے کی بجائے پرائی موت لے آتی ہیں۔ جس کا صحیح ادراک اور روک تھام صرف ماہر الادویہ یا فارماسسٹ Pharmacist ہی کرسکتا ہے۔ جسکے کردار کو تمام تر مصلحتوں سے بالاتر ہو کر فی الفور اور عملاً نافذ کردینا چاہیئے۔

دوسری طرف چیئرمین کمیسٹ اینڈ ریٹیلرز ایسوسی ایشن نے اعلان کیا ہے کہ اگر حکومت نے ادویات سے جی ایس ٹی واپس نہ لیا تو اسلام آباد تک لانگ مارچ کا اہتمام کرینگے اور اس میں ماہرین حیوانات کو بھی شامل کیا جائے گا کیونکہ ان بے زبانوں کی ادویات پر بھی 15 فیصد جنرل سیل ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ چنانچہ موجودہ حکومت جو عوام دوستی کا دعوی رکھتی ہے کو چاہیے کہ ادویات اور کھانے پینے کی اشیاء کو مہنگا کرنے کی بجائے سستا کر کے عوام دوستی کا ثبوت دے۔

ڈاکٹر طہٰ نذیر Ph.D

مدیر اعلیٰ: رسالہ الادویہ PHARMACEUTICAL REVIEW

ISSN: 2220-5187; W.:http://pharmaceuticalsreview.com